ریاضِ سخن

ریاض عسکری

عباس

بِسمِ اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

ریاضِ سخن

انتخابِ کلام

ریاض عسکری

ترتیب و تزئین شکیل جاوید

پیشکش

روزنامہ پاسبان بنگلور

کتاب کانام	::	ریاضِ سخن
نوعیت	::	شاعری
مصنف کانام	::	سیدّ عزیزالرحمٰن
تخلص	::	ریاضؔ عسکری
سرورق	::	مصوّرِ خداداد عباس شریف، میسور
سالِ اشاعت	::	1997
تعداد	::	500
قیمت	::	پچاس رُوپئے
مطبع	::	"پاســـبان" آفسیٹ پرنٹرس، بنگلور
ناشر	::	محمد عبید اللّٰہ شریف

مدیراعلیٰ روزنامہ "پاسبان"، بنگلور52

جملہ حقوق بحق جناب رضوان عسکری فرزند ریاضؔ عسکری مرحوم محفوظ

"پاسبان گولڈن جوبلی" سیریز نمبر4

معروضات

جناب مُحمّدَ عُبید اللہ شریف، ایڈیٹر اِن چیف روزنامہ "پاسبان" نے کچھ عرصہ پہلے ایک مشاعرے میں اعلان کیا تھا کہ ادارۂ "پاسبان" کی طرف سے 10 ایسے شعراء کے مجموعے کلام شائع کئے جائیں گے جن کا کلام اب تک کتابی شکل میں منظرِ عام پر نہیں آیا ہے - انہوں نے ایسے شعراء کے شعری مجموعے شائع کرواکے انھیں "پاسبان کی گولڈن جوبلی تقریبات" کے موقع پر جاری کروانے کا فیصلہ کیا - اس فیصلہ کو روبہ عمل لانے کے لئے موصوف کی چیرمین شِپ میں پاسبان گولڈن جوبلی پبلیکیشنز کمیٹی تشکیل دی گئی جو درجِ ذیل افراد پر مشتمل ہے -

کنوینر :: ضیاء میر - اراکین :: رآز اِمتیاز، صالح منیر، مسعود احمد غضنفرؔ، اکرم اللہ بیگ چودھری جیلانی جمیل، شکیل جاوید، ہدایت اللہ سکندر اور سعید احمد

دس ممتاز مرحوم اور بہ قیدِ حیات شعراء کو منتخب کرنے اور ان کی شعری تخلیقات حاصل کر کے انہیں ترتیب دے کر شائع کروانے کی ذمہ داری اس کمیٹی کو سونپی گئی کمیٹی نے 12 شعراء کو منتخب کر کے ان کے شعری مجموعے شائع کرنے کی سفارش کی جسے چیرمین صاحب نے منظوری دے دی اور ان بارہ شعراء کا کلام حاصل کرنے کی ذمہ داری کمیٹی کے اراکین میں بانٹ دی گئی - کمیٹی کے اراکین اپنی تمام تر کوشش کے باوجود ان تمام بارہ شعراء کا کلام حاصل نہ کر سکے - لہٰذا کمیٹی نے ان شعراء کے شعری مجموعے شائع کرنے کا فیصلہ کیا جن کے کلام کے مسودے حاصل کئے جاسکے - جن شعراء کے شعری مجموعے شائع نہیں کئے جاسکے اس کا کمیٹی کو

افسوس رہا تاہم کمیٹی ان کا کلام حاصل کرنے کی کوشش جاری رکھے گی اور جیسے جیسے ان شعراء کا کلام دستیاب ہوگا انشاء اللہ آئندہ ان کے شعری مجموعے بھی شائع کردئے جائیں گے۔

کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق ہر شعری مجموعے کی پانچ سو کاپیاں 1/8 ڈیمی سائز میں شائع کی گئی ہیں اور ہر مجموعے کی قیمت پچاس روپئے رکھی گئی ہے ہر شعری مجموعے کی ایک سو کاپیاں ادارہ "پاسبان" اپنے لئے رکھ لے گا ادارہ "پاسبان" یہ ایک سو کاپیاں فروخت نہیں کریگا بلکہ انہیں لائبریوں، ادبی اداروں، ادبی رسائل، تبصرہ نگاروں اور ادب نوازوں میں بلا معاوضہ تقسیم کردیگا باقی چار سو کاپیاں بہ قیدِ حیات شعرائے کرام اور مرحوم و مغفور شعرائے کرام کے وارثوں کے حوالے کردی جائیں گی ان شعری مجموعوں کے جملہ حقوق بہ قیدِ حیات شعراء اور مرحوم شعراء کے وارثوں کے حق میں محفوظ رہیں گے۔

شعری تخلیقات کے حصول، ان کی ترتیب و تدوین، کتابت و طباعت میں پبلیکیشنز کمیٹی کے اراکین اور دیگر کئی ادب نواز حضرات نے ادارے کا پُر خلوص تعاون فرمایا ہے جس کے لئے ادارہ ان کا شکر گذار اور ممنون ہے ادارے کو پوری امید ہے کہ اُردو دُنیا میں ان شعری مجموعوں کی خاطر خواہ پذیرائی ہوگی

ادارۂ "پاسبان"

ریاض عسکری کی شاعری ----- ایک جائزہ

از -- ڈاکٹر محمد صبغت اللہ، پروفیسر و صدر شعبۂ اردو گورنمنٹ آرٹس کالج، بنگلور

محمد عزیز الرحمٰن ریاض عسکری ایک قادر الکلام قدامت پسند شاعر تھے جن کی ذہنی تربیت جنوبی ہند کے ممتاز شاعر اور ماہر عروض مولوی محمد یوسف صاحب نفیس بنگلوری نے کی - آپ ان کے شاگرد رشید تھے - حضرت نفیس نے اپنے دور حیات میں جن نوجوان شاعروں اور ادیبوں کی تربیت کی تھی ان میں ریاض عسکری کو ممتاز مقام حاصل ہے -

ریاض عسکری تادم حیات قدیم مکتب فکر سے نہ صرف وابستہ رہے بلکہ اس پر کاربند بھی رہے - اس کے علاوہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ہر کس و ناکس انقلاب کا داغی مصلح اور رہنما نہیں بن سکتا اس کے لئے ایک خاص مطالعہ صلاحیت اور ان سب سے بڑھ کر ایک خاص دل و دماغ کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ ساری خصوصیات ریاض عسکری کے کلام میں آپ کو مل جائیں گی - چند مثالیں ملاحظہ ہوں -

میں واردات قلب کو اشعار میں ریاض
فرصت جنوں سے جب بھی ملی ڈھالتا رہا

کیسے گذر رہی یہ مت پوچھ اے ریاض
ہم روک کر زبان کو بھی معقوب ہوگئے

ریاض ایسے لوگوں پر افسوس کرتے ہیں جن کو طرز گفتگو برسوں تک نہیں آئی اور وہ آج سخن دانی کا دعوٰی کرتے ہیں -

ریاضؔ ان کو بھی دعوٰی ہے سخن دانی کا کیا کہیئے
نہ آئے گی نہ آئی ، جن کو طرز گفتگو برسوں

اور وہ بڑے پتے کی بات بتلاتے ہیں کہ ایسی جگہ پر جانے سے گریز کریں اور اگر مجبورًا جانا بھی پڑے تو اپنی زبان وا نہ کرے -

اہل ادب کی قدر نہ ہو جس جگہ ریاضؔ
اس جا زبان اپنی کبھی وا نہ کرسکوں

اردو زبان سے ریاضؔ کو والہانہ عشق ہے اور انہوں نے اس زبان کے بارے میں جن خیالوں کو اپنے اشعار میں قلم بند کیا ہے وہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں -

سخن پہ اپنے جنہیں ہے دعوٰی ریاضؔ گر ہم نوائی کرتے
یقین کر مملکت اردو کی ایسا ظلم و ستم نہ ہوتا

دعا بزرگوں نے تجھ کو دی ہے تجھے سنوارا ہے اولیا نے
جہاں میں تا حشر بول بالا ترا ، اے اردو زباں رہے گا

اور وہ تاحین حیات فن کی خدمت میں مصروف رہے

جو خدمت فن کرنا ہو اس وقفے میں کرلے
کیا جانے ریاضؔ اپنے ہوں کب دیدہ تر بند

لیکن انہیں اس بات کا افسوس تھا کہ جہاں طوطی کا بسیرا ہونا چاہئے تھا وہاں زاغ د زغن کا بسیرا ہورہا ہے کہتے ہیں

جو کبھی تھا طوطی کا آشیاں بخدا ہیں زاغ و زغن وہاں
جو غذائے روح تھے نغمے وہ سبھی اہل فن سے چلے گئے

اور آخری دم تک وہ غزل گوئی میں مصروف کار رہے

نفس کا خانہ غزل کہہ رہا تھا جو اے ریاضؔ
اجل نے آج اسے شکر ہے تمام کیا

کلام ریاض میں آپ کو ناز و نیاز کی باتیں بھی ملیں گی اور حسن و عشق کے چرچے بھی ملیں گے -

جبین عشق کے سجدے نہ کیسے ناز فرمائیں
انہیں دیر و حرم کے آگے جھک جانا نہیں آتا

جنوں کا طعنہ مجھے دینے والے یاد رہے
مذاق عشق زمانے میں کس نے عام کیا

کچھ بتا بھی وہ دل مہجور آخر کیا کرے
وصل تیرا جس کے حق میں موت فرقت ہو عذاب

معراج محبت کی اس کو ہوئی حاصل
اے دوست رہ عشق میں جو ہوگیا برباد

جبین حسن پہ آنے لگی ہے دیکھ شکن
قسم ہے عشق مجھے اپنے بانکپن سے گذر

انہیں اپنے حسن پہ ناز ہے تو مجھے بھی عشق پہ فخر ہے
وہ سرشت بن گئیں ہم نشیں نہیں چھوٹ سکتیں وہ عادتیں

جب تلک دوری تھی حسن و عشق کے جھگڑے رہے
بس گئیں جب دل میں نظریں خود ہی ارماں ہوگئیں

اگر میں حسن کو کرتا ہوں سجدہ کیا بُرائی ہے
کبھی سجدہ کیا تھا قدسیو تم نے بھی انسان کو

اردو شاعری میں شراب اور شباب بڑا ہی محبوب موضوع رہا ہے - کچھ شعرا نے اپنے تجربات کو شاعری میں پیش کیا ہے تو کچھ شعرا نے اپنے مشاہدات کی بنیاد پر اپنی شاعری میں اس مضمون پر اشعار کہے غالب نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ

بنتی نہیں ہے ساغر و مینا کہے بغیر

اسی طرح ریاؔض عسکری نے بھی اپنی شاعری میں اس موضوع پر کافی شعر کہے ہیں چند مثالیں ملاحظہ ہوں -

ازل سے میری فطرت بادۂ عرفاں پہ مرتی ہے
نہ راس آیا نہ راس آئے گا پیمانہ مساجد کا

ریاؔض ان میکشوں پر سایہ درمان رحمت ہو
بہک کر بھی جنہیں اوروں کو بہکانا نہیں آتا

ریاؔض فکر میں کیوں کل کی جان کھوتا ہے
ڈبو دے جام میں اندیشہ بلائے روز حساب

پر تو رخ کی تری گرمی ہے اس میں ساقیا
یا کہ پیملنے میں کھینچ آئی ہے روح آفتاب

جنوں کے ہاتھ پہ بیعت ازل کے دن کی ہے
جو لائے ہوش میں اس بادۂ کہن سے گذر

حرام بنت عنب اور حلال ہے انگور
عجیب قدرت پروردگار ہے ساقی

کلام ریاض کی ایک خاص پہچان ہے - ان کے کلام میں جابجا آپ کو لفظ " حسن ازل " یا جلوہ ازل ضرور ملے گا - میرے خیال میں شاعر کا یہ پسندیدہ موضوع ہے اور جہاں تک ممکن ہوسکے وہ اس کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا - یوں تو اس موضوع پر ان کے بیسیوں اشعار پیش کئے جاسکتے ہیں - اور ظاہر ہے آپ اس کو ان کے کلام میں بھی دیکھ سکتے ہیں - نمونتاً یہاں دو تین شعر پیش کئے جارہے ہیں -

جب سے ہے حسن ازل کی بدلی بدلی سی نگاہ
زندگانی موت میں تبدیل ہوکر رہ گئی

تو نے اے حسن ازل سودا عطا کیوں کردیا
آرزو بے معنی سی تفصیل ہوکر رہ گئی

ریاض بنت عنب ہی کو کب تلک چاہے
اسے فدائے مئے جلوہ ازل کردے

حسن ازل جلوہ ازل کی طرح دار و رسن بھی ریاؔض کا پسندیدہ موضوع ہے چند مثالیں دیکھئے -

امید و بیم کی ہے کشمکش میں مبتلا دنیا
سوا تیرے جنوں کس کو کہوں دار و رسن اپنا

جاری ہیں لبوں پر جو انا الحق کی صدائیں
شاید رسن و دار کو آتی ہو میری یاد

منتظر تیغ ادھر ہے تو ادھر دار و رسن
صاف گوئی کی خدایا یہ سزا کیسی ہے

ریاضؔ نے اپنے اشعار میں تلمیحات بھی بہترین استعمال کی ہیں -
(ترجمہ) "ہم نے قرآن کو پہاڑ پر نازل کرنا چاہا لیکن وہ خدا کے خوف سے لرز اٹھا اور فکر کرنے والوں کے لئے یہ بہترین مثال ہے - "
اس آیتہ مبارکہ کو ریاضؔ نے کتنے اچھے انداز سے شعر کا جامہ پہنایا ہے -

پاسبانی کی محبت نے اٹھالی تہمت
اس صحیفے کی جسے سب نے گراں بار کہا

اسی طرح حضرت موسیٰ کے کئی واقعات کو شعرا نے مختلف اشعار میں تلمیح کے ذریعہ پیش کیا ہے ان میں سے حضرت موسیٰ کے جلوۂ طور کے واقعہ کو قرآن نے اس آیتہ میں بیان کیا ہے -
"ہم اپنی تجلی کا ظہور اس پہاڑ (طور) پر کریں گے - اگر اس نے تجلی کو برداشت کرلیا تو تم بھی مجھے دیکھ سکو گے - "
اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد اپنی تجلی کا ظہور اس پہاڑ پر کیا تو چشم زدن میں وہ پہاڑ (طور) جل کر سرمہ کی مانند سیاہ ہوگیا - حضرت موسیٰ بھی جمال الٰہی کی تاب نہ لاکر بے ہوش ہوگئے اسی لئے حضرت موسیٰ کو ارنی گو بھی کہا جاتا ہے -

نور تھا یا شعلہ تھا یا برق یا خورشید تھا
کچھ تو اے موسیٰ کہو ، کیا تھا وہ جلوہ طور کا (شاداںؔ)

تاب ہر آنکھ کب لاتی ہے تیرے نور کی
دیدۂ موسیٰ ہو تو دیکھے تجلی طور کی (رندؔ)

اسی مضمون کو ریاض نے کس طرح اپنے شعر میں ڈھالا ہے ملاحظہ کیجئے -

حضرت موسیٰ ہوئے غش طور سینا جل گیا
گرچہ تھے مشہور وہ جلوے حجاب اندر حجاب

ایک اور شعر میں کہتے ہیں

طور و موسیٰ کا فسانہ نہ سنا ہم کو ریاضؔ
یہ بتا نیت ارباب وفا کیسی ہے

تلمیح کا ایک اور شعر ملاحظہ کیجئے

نمرود ہو فرعون ہو ہاماں ہو کہ شداد
جب جان پہ بن آتی ہے ، آتا ہے خدا یاد

ریاضؔ عسکری کے ہاں ہمیں شیخ سے چھیڑ چھاڑ بھی ملے گی اور اس پر طنز بھی اس لئے کہ ریاضؔ ایک اہل دل شاعر ہے اور وہ انسانیت پر اپنی جان نچھاور کرتا ہے -

میں اہل دل سے ہوں انسانیت پہ مرتا ہوں
جناب شیخ مبارک تمہیں کو فکر ثواب

ایک اور جگہ شاعر نے واعظ پر یوں طنز کیا ہے

ذکر دوزخ سن کے بھی کوئی اگر پھنستا نہیں
حضرت واعظ بچھا دیتے ہیں پھر دام ثواب

ایک متقی اور پرہیزگار انسان بننے کے لئے کیا شرائط درکار ہیں اس کا بیان کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے کہ اگر تیرے دل میں صدق اور خلوص نہیں ہے تو تیرا تقوٰی ایک فریب بن جلئے گا اور تیری ساری عبادتیں ریاکاری میں بدل جائیں گی اور یہ فعل اس متقی و پرہیزگار کے لئے دین و دنیا میں وعید بن جاتا ہے -

میرے ہم نشیں نہیں آشنا ترا دل جو صدق و خلوص سے
ترا تقوٰی ایک فریب ہے ، ہیں دکھاوا تیری عبادتیں

ایک اور شعر میں وہ انسان کو یزداں کہنا چاہتا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ اس کو کوئی گناہ بھی تصور نہیں کرتا -

شیخ جب کہتا ہے اس کو پر تو حسن ازل
کیا گنہہ ہے ہم اگر انسان کو یزداں کہیں

شاعر شیخ کی اور باتوں پر بھی طنز کرتا ہوا نظر آئے گا جیسے کہ یہ شعر بتاتا ہے

بے رخی برتی تھی اصنام نے جن سے اے ریاؔض
ہو کے مایوس وہی سوئے حرم آئے ہیں

کبھی وطن ، کبھی اپنی انا کی ہے تبلیغ
رواج دیجئے ایسے نہ بت پرستی کو

وہ عابد جو ثواب اور حوروں کی لالچ میں دن رات عبادت میں مصروف ہے ایسے عابدوں پر بھی شاعر طنز کے تیر چلاتا ہے -

دن رات کیوں نہ عبادت کرے ریاؔض
پیش نظر جو وعدہ حور و قصور ہے

ریاؔض زندگی کے درد و غم کو محسوس کرتے ہیں وہ کوئی اور ہوں گے جو درد و غم کی شدت کی شکایت کرتے ہیں لیکن ریاؔض کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ درد و غم کی لذت کو محسوس کرتے ہیں اور اس کے بغیر ان کو زندگی ادھوری سی محسوس ہوتی ہے -
درج ذیل اشعار اسی کی ترجمانی کرتے ہیں

لذت درد و الم اے ہم نفس جس میں نہ ہو
زندگی کو ایسی اپنا دور ہی سے ہے سلام

بھنور میں غم کے سفینہ ہے زندگانی کا
یہ ابھرے گا بھی کبھی یا نہیں خدا معلوم

کبھی عیش بن کے روکا کبھی درد بن کے ٹوکا
تری یاد پھر بھی دل سے نہ بھلاسکا زمانہ

جس طرح علامہ اقبال اور دیگر شعرا نے سرمایہ داروں کی مذمت کی اور ہمیشہ بے کسی و مجبور کسان اور مزدوروں کی حمایت میں کافی کچھ لکھا ہے اور اپنے کلام میں اس کو نمایاں جگہ دی ہے اسی طرح ریاؔض عسکری نے بھی کافی شعر کہے ہیں چند مثالیں ملاحظہ ہوں -

حقارت کی نظر سے دیکھتے کیوں ہو غریبوں کو
پرستاران زر دولت ہمیشہ ایک کی کب ہے

کل تلک بے بس و بے کس کا تھا حامی تو بھی
پھر یہ مظلوم پہ بیداد روا کیسی ہے

علامہ اقبال نے مظلوم کسانوں کو یہ پیغام دیا تھا

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روٹی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلادو

اسی طرح ریاض نے بھی یہ پیغام دیا ہے کہ

کریں اہل چمن کب تک خزاں کی ناز برداری
لگادے آگ اے فصل بہاری پھر گلستاں کو

وہ خدا سے یہ بھی شکایت کرتے ہیں

بھرلیا غیروں نے گل ہائے کرم سے دامن
مری تقدیر فقط لے کے انہیں بیٹھ گئی

وہ اپنے وطن کی حالت پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں

تباہی کے کنارے پر ہے اب میرا وطن ساقی
میں ہوں گم کردہ منزل تو دلیل راہ بن ساقی

ریاض کا متصوفانہ کلام

ریاض کے طنز و تشنیع سے بھرے ہوئے اشعار کو دیکھ کر قاری کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ مذہب سے بغاوت پر آمادہ ہے۔ شیخ اور صوفیوں کو تک اپنے اشعار میں طنز کے تیر کا نشانہ بناتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ نہ وہ مذہب سے بیزار ہے اور نہ ہی صوفیانہ خیالات سے وہ بغاوت کرتے ہیں دراصل وہ غزل کے پردے میں نہایت لطیف انداز سے صوفیانہ اصطلاحات اور ان خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں جو شاید ہی کسی دوسرے شعرا کے پاس اتنے اچھے انداز سے ملتے ہوں۔

فنا

فنا کے جلوے جو عام ہوں گے نہ صبح ہوگی نہ شام ہوگی
نہ رہگذر ہی رہے گی باقی نہ زیست کا کارواں رہے گا

زاد سفر اور سرائے دنیا

حجاب غفلت کو چاک کردے اٹھ اور زاد سفر بہم کر
سرائے دنیا میں کب تلک اے ریاض تو میہماں رہے گا

اناالحق

بے خودی نے جو اناالحق سر بازار کہا
خودنمائی کا جہاں نے اسے اظہار کہا

سفر آخرت

دو قدم بھی چلنے کی کیوں اٹھاتے ہو زحمت
آخرت کا ہوتا ہے دوستو سفر تنہا

ذوق عبودیت

مرا ذوق عبودیت کبھی تو رنگ لائے گا
نہ آئے گا تمہارا جلوہ میرے رو برو کب تک

مرگ ناگہانی

تو نفس کی آمد و شد جس کو سمجھتا ہے ریاضؔ
وہ حقیقت میں ہے مرگ ناگہانی کا پیام

نکیرین اور ام الکتاب

سوال جب بھی نکیرین نے کوئی پوچھا
تو ہم نے دامن ام الکتاب تھام لیا

قیام عارضی

خاک آدم روح کی اس ہمنشینی پر نہ پھول
اک مسافر کی طرح ہے عارضی اس کا قیام

مئے حسن احمد

مئے خانہ ساز کا یہ کیف ہو مبارک اہل ہوس تمہیں
مئے حسن احمد پاک ہے مرے جام خانہ خراب میں

وہ بادہ دیکھ کر جس کی جھلک موتی بہک اٹھے
ریاض آتا ہے جی میں پی کر رہوں وہ بھی

احد اور احمد میں فرق

احد اور احمد میں فرق کیا ہے فقط فریب نگاہ اپنا
نجات پاجاؤں اس سے گر میں یقین ہے مری نجات ہوگی

کلیم و منصور نے نہ دیکھا وہ جلوہ جو ہے میری نظر میں
ازل کے دن سے مجھے یقیں تھا بلند اپنی ہی بات ہوگی

اور وہ اپنی نجات کے لئے کونسا راستہ اختیار کرتے ہیں دیکھئے

ہے صرف میکدہ چشت ہی میں ایسی شراب
ریاضؔ اس لئے ہم نے وہاں سے جام لیا

اور اسی وسیلہ سے ان کو یقین ہے کہ وہ روز محشر نجات کے مستحق ہوں گے اور عرش کے سلئے میں جگہ پائیں گے ۔ کہتے ہیں ۔

گواہی دیتے ہیں میرے عصیاں کہ اس کی رحمت کا مستحق ہوں
ریاض سلئے میں روز محشر یقین ہے اپنی ہی ذات ہوگی

اس کے علاوہ ہم یہاں کلام ریاض سے چند نمائندہ اشعار پیش کررہے ہیں جو ان کے اشعار میں نمایاں مقام کے مقتضی ہیں یوں تو ان کے ہر شعر مختلف خصوصیات کے حامل ہیں ۔ ہم یہاں ان کے بہت سارے شعر بہ سبب طوالت درج تو نہیں کرسکتے نمونتاً صرف دو شعر پیش ہیں جس سے قاری خود اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ کس پایہ کے شاعر تھے ۔

لی جو انگڑائی کبھی تلخ حقیقت نے ندیم
قصر تخئیل کی بنیاد حسیں بیٹھ گئی

انجم و مہتاب کی رعنائیاں شرماگئیں
جب شب غم ، داغ دل اپنے ضیا دینے لگے

دنیا کا یہ اصول رہا ہے کہ جب تک ایک شاعر اور ادیب یا فنکار زندہ رہتا ہے اس کے جیتے جی اس کی جو قدردانی ہونی چاہئے نہیں ہوتی لیکن اس کے مرنے کے بعد لوگ اسے سر آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں اس کی آپ کو ایک دو نہیں سینکڑوں مثالیں ملیں گی اور یہی روایت ریاضؔ کے ساتھ بھی پیش آئی - اسی لئے انہوں نے اپنی زندگی ہی میں یہ شعر کہہ دیا تھا -

ریاضؔ اپنی نہ ہوگی قدر جیتے جی کبھی لیکن
پس مردن جگہ آنکھوں پر دیں گے لوگ دیواں کو

ریاضؔ عسکری ۳ نومبر ۱۹٦۷ کو ہم سے بچھڑ گئے وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں - لیکن ان کی یادگار ان کا دیوان ہے جو وہ ہمارے درمیان چھوڑ گئے ہیں - اس صدی کے شاعر ہونے کے باوجود یا یوں کہئے کہ صرف ۱۵ بیس سال کی اس قلیل مدت میں ان کا کلام کافی خستہ حالت میں پایا گیا - کہیں اوراق نامکمل ہیں تو کہیں پرزوں کو جوڑنا پڑا - ایک ایک شعر پر کافی وقت لگانے کے بعد یہ دیوان ہمارے ہاتھ آیا - ریاضؔ کے ایک ہونہار شاگرد رشید جناب شکیل جاوید صاحب نے اس کو سنبھال کر رکھا ہے - اس کی ترتیب و تدوین میں اگر ان کی رہنمائی نہ ہوتی تو شاید یہ کام انجام نہیں پہنچ پاتا جس کے لئے میں ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں - خدا ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان سے اسی طرح کی انمول خدمات لیتا رہے -

یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس دیوان کو ادارہ پاسبان نے شائع کرنے کا ارادہ کیا - بنگلور کے ایک شاعر کے دیوان کو زیور طبع سے آراستہ کرنے کا جو التزام کیا گیا ہے وہ قابل مبارکباد ہے - اردو ادب کے ایسے سرمایہ کو انہیں اداروں کی توجہ سے جلد ملے گی - بہت سا نایاب کلام منظر عام پر آجائے گا اور یہ اردو ادب کی بہت بڑی خدمت ہوگی - انہیں اقدامات سے کرناٹک کی ادبی تاریخ میں ایک نیا موڑ آسکے گا -

★ ★ ★
★ ★
★

نہ پھیلا دام پھر سے اے نگاہ پرفتن اپنا
ابھی تک رِس رہا ہے دیکھ ہر زخم کہن اپنا

کہاں کے لالہ و گل سایۂ گل کو ترستے ہیں
ہے کہنے کے لئے یوں تو بہار اپنی چمن اپنا

جہاں میں خواہ ہر لمحہ نیا اک انقلاب آئے
پرستار وفا ہرگز نہ بدلے گا چلن اپنا

حکومت ہے خزاں کی آج اس کے چپہ چپہ پر
بہاروں کا کبھی گہوارہ تھا باغ وطن اپنا

چمن میں کیا نہیں ہے ایک بھی اہل نظر باقی
دکھاتی ہیں ہمیں کو بجلیاں کیوں بانکپن اپنا

نہیں شرمندہ احساں فقط فصل بہاری ہی
خزاں میں بھی ہوا ہے چاک اکثر پیرہن اپنا

بہاتا بے سبب ہے کون دنیا میں ریاضؔ آنسو
کہیں کہتی ہو حال دل نہ شمع انجمن اپنا

کس لئے مجھ سے خفا چشم کریمانہ ہے
کیا مرا جوش جنوں ایسا بھی بہیمانہ ہے

عشق نے لاکھ چھپایا اسے پر چھپ نہ سکا
آج ہر لب پہ فقط حسن کا افسانہ ہے

آؤ بھی بہر نظارہ کبھی آجاؤ بھی
رشک صد خلد تمنا بسیرا کاشانہ ہے

آپ کے عشق نے کیا خوب صلہ ہم کو دیا
لوگ کہتے ہیں کہ دیوانہ ہے دیوانہ ہے

جلوے بکھرے ہوئے ہر سمت نظر آتے ہیں
در مشتاق ہے یا کوئی پری خانہ ہے

دیکھو الفت کو مری حسن کو ان کے
طور و موسیٰ کا تو پارینہ سا افسانہ ہے

اے ریاضؔ اوروں کا محتاج نہیں ذوق مرا
میرے پیمانے میں میخانے کا میخانہ ہے

محبت انتہا کی ابتدا ہے
یہیں سے سرحد عشق خدا ہے

وفاؤں کا نتیجہ یہ ملا ہے
بُرا ہم کو زمانہ کہہ رہا ہے

تری ہستی اے حسن بے محابا
تخیل سے یقیناً ماروا ہے

ملی دولت جسے ذوق نظر کی
وہی ہر زاویئے سے دیکھتا ہے

نہیں محتاج اہل دل کسی کے
نظر میں ابتدا ہے انتہا ہے

اے رہبر بھلا کیسے بتاؤں
جو خود اے دل بھٹکتا پھر رہا ہے

تلاشی میں ریاضؔ اپنی نگاہیں
کہاں پر جلوہ ہائے کبریا ہے ؟

کیوں مجھ سے غم زمانے کے منسوب ہوگئے
اوروں نے کیا کیا ہے جو معتوب ہوگئے

طاعت پسند آئی نہ عمر دراز کی
عصیاں کے لمحے جتنے بھی تھے محبوب ہوگئے

بڑھ کر ہوا ہے دست و گریباں ہمارا دل
وہ اور ہوں گے غم سے جو مرعوب ہوگئے

خنجر چلا کسی پہ کوئی دار چڑھ گیا
حق بات کہنے والے ہی معتوب ہوگئے

کیا کہئے تیرے گردش دوراں دل و جگر
ویراں مثل دیدہ یعقوب ہوگئے

کیا آرزوئے زندگی جاوداں کریں
جب مختصر سے لمحے بھی محبوب ہوگئے

کیسے گذر رہی ہے یہ مت پوچھ اے ریاضؔ
ہم روک کر زبان کو بھی معتوب ہوگئے

گل ہلائے آہ زلف اثر تک پہنچ گئے
گم کردہ راہ جو تھے وہ گھر تک پہنچ گئے

گہرائیوں سے دل کے جو نکلے وہ نغمے دوست
بے بال و پر ہی باب اثر تک پہنچ گئے

کیا ہوگیا ہے میرے گریباں کو اے خزاں
کیوں ہاتھ دامن گل تر تک پہنچ گئے

جب رہنما نگار اجل کو بنالیا
ایک پل میں اختتام سفر تک پہنچ گئے

آگے بڑھے جو کوچۂ حسن مجاز سے
حسن ازل کی راہ گذر تک پہنچ گئے

کچھ ایسے پیچ و خم ملے راہ حیات میں
کعبے کے بدلے ہم در شر تک پہنچ گئے

ہر گام پر ریاضؔ ملا انقلاب نو
ہم پھر بھی اہل ناز کے در تک پہنچ گئے

کب تک احساس کے شعبے کو ہوا دی جائے
کیوں نہ یہ شمع سحر اپنی بجھادی جائے

آدمیت کا جو معبد تھا کھنڈر ہو ہی چکا
حرم و دیر کی دیوار بھی ڈھا دی جائے

خاک میلا نہ کرے پیرہن روح کہیں
گرد یہ دامن ہستی سے اڑا دی جائے

زینت شہر خموشاں رہے کب تک میری خاک
کیوں نہ اک صورت نو اس سے بنادی جائے

روح کو اذن سفر جانب منزل دیجئے
خاک میں خاک کی تصویر ملادی جائے

کب تلک اپنی انا کوئی سمجھاتا رہے
کب تلک دار کی چوٹی سے صدا دی جائے

دشمن و دوست ہیں اس دور میں ہم رنگ ریاضؔ
کیجئے کس کا گلہ کس کو دعا دی جائے

جو تو نہ پاس بلائے نہ آپ ہی آئے
فریب خوردہ الفت بتا کہاں جائے

قدم قدم پہ نہ ہوں درد و غم کے گر سائے
تو راہ عشق کا رہرو ہر ایک تھک جائے

یقیں نہ ہو تو کسی دل جلے سے پوچھ ندیم
غم حیات کے رنگیں ہیں کس قدر سائے

حریم ناز کا ہر ذرہ دے رہا ہے صدا
جسے عزیز ہوں غم وہ یہاں چلا آئے

ریاض رہنے دے وابستہ جنوں ۔ ہم کو
خرد کی باتوں میں کون آئے کون پچھتائے

حرم کو چھوڑ کے جاتے ہیں لوگ بت خانے
نہ آگہی ہو خضر بن کے عقل بہکانے

جو بے خبر ہو زمانے کی خاک وہ چھانے
رقم ہزاروں ہیں اوراق گل پہ افسانے

حریم کعبہ ہے ویراں اداس بت خانے
کہاں ہیں شیفتگان وفا خدا جانے

خلوص و جذب طلب کی فقط ضرورت ہے
ہر اک گام پہ موجود ہیں پری خانے

دل و جگر سے تغافل برتنے والے سن
سجائے ہیں تیری خاطر یہ آئینہ خانے

کوئی جو روٹھ گیا مہ جبیں ہستی سے
نگار مرگ چلی آئی اس کو بہلانے

گواہ دار و رسن ہی نہیں ہیں طور بھی ہے
ہیں کتنے دل کش و رنگیں وفا کے افسانے

مذاق اٹھایا ہے ہر ہر قدم پہ دنیا نے
ہماری صاف دلی اور سادگی کا ریاض

خود پرستی پہ فدا یوں ہی جو انساں ہوں گے
زندگی کے نہ کبھی مرحلے آساں ہوں گے

اے اجل کھینچ کے گر لے گئی اہل دل کو
بو الہوس منتظم جشن بہاراں ہوں گے

جو کہ آداب چمن ہی سے نہیں ہیں واقف
حیف کل ان کے ہی پابند گلستاں ہوں گے

ان کی فطرع ہی میں ہے چاک گریباں ہونا
کون کہتا ہے کہ دیوانے پریشاں ہوں گے

رنگ لائی بخدا آج مزی آہ شبی
لوگ کہتے ہیں لب حسن گل افشاں ہوں گے

کر سکیں گے نہ بیاں شرح اہل وفا اہل ہوس
اک منلنے میں مرے سینکڑوں عنواں ہوں گے

خواب میں بھی نہ کبھی سوچا تھا ہم نے اے ریاض
نگہہ ناز کے مارے بھی سخن داں ہوں گے

ہر دعا کو نارسائی کی دعا دینے لگے
آپ سے مانگا تھا کیا اور آپ کیا دینے لگے

کیا بتائیں کس قدر امید سے شرمندہ ہیں
منتظر ہم تھے عطا کے وہ جزا دینے لگے

انجم و مہتاب کی رعنائیاں شرما گئیں
جب شب غم داغ دل اپنے ضیا دینے لگے

ہو نہ ہو کم مائیگی کا آ گیا اپنا خیال
ورنہ کیوں تیری دہائی ناخدا دینے لگے

ہم صفیر وکب بڑھایا تم نے اس سے ربط و ضبط
آشیاں کا ساتھ کیوں برق بلا دینے لگے

وہ یہ سمجھیں گے بقدر جلوہ ظرف اس کا نہیں
کیوں جو الہ آپ ان کو طور کا دینے لگے

اٹھتے ہی پردے دوئی کے درمیاں سے اے ریاض
تار ساز دل صدا بلئے انا دینے لگے

کئے خبر تھی کہ سانس اپنی ہی باعث حادثات ہوگی
جو رک گئی تو ممات ہوگی جو کھُل گئی تو حیات ہوگی

یہ وقت رخصت نہ دوں گا زحمت نہ آؤ ، آؤ تمہاری مرضی
اگر نہ کوئی بھی ساتھ ہوگا تو حسرتوں کی برات ہوگی

نگاہیں ان کی ہیں بدلی بدلی وفائیں اپنی ہیں ان سے بدظن
کسے خبر تھی کہ زندگانی میں ایسی بھی ایک بات ہوگی

گذر گئی جو گذر گئی وہ گلہ کریں کس کا اور کس سے
نہ جانتے تھے کہ راہ الفت میں ہر قدم ایک گھات ہوگی

کلیم و منصور نے نہ دیکھا وہ جلوہ جو ہے میری نظر میں
ازل کے دن سے مجھے یقین تھا بلند اپنی ہی بات ہوگی

گواہی دیتے ہیں میرے عصیاں کہ اس کی رحمت کا مستحق ہوں
ریاؔض سلنے میں روز محشر یقین ہے اپنی ہی ذات ہوگی

خرد سے عشق کی مشاطگی کبھی نہ ہوئی
رہین منت فصل خزاں کبھی نہ ہوئی

بہ مصلحت بھی کبھی ہم سے آذری نہ ہوئی
جبین شوق سے توہین بندگی نہ ہوئی

خرد کی مصلحت آمیزیاں خرد جانے
جنوں سے پیروی رسم و رواج کی نہ ہوئی

ہے ایک عرصہ سے ویران اپنا کعبۂ دل
تمہاری راہ گذر گاہ غیر کی نہ ہوئی

اجڑ اجڑ کے سنورتا ہے آشنانہ مرا
دعائے گردش دوراں قبول ہی نہ ہوئی

ممات کہتے ہیں کس کو حیات کیا شئے ہے
یہ عقدے حل نہ ہوئے دور تشنگی نہ ہوئی

ریاؔض میکدہ مرگ کے سوا ہر گز
کہیں نصیب شراب خودد آ گہی نہ ہوئی

سانس ہر ایک وقف قال وقیل ہوکر رہ گئی
زندگی جلوہ گہہ تاویل ہوکر رہ گئی

ہر نفس میں ہے بہاروں کے عوض فصل خزاں
اک جہان نو کی اب تشکیل ہوکر رہ گئی

جب سے ہے حسن ازل کی بدلی بدلی سی نگاہ
زندگانی موت میں تبدیل ہوکر رہ گئی

حسن کے جلوؤں کی فطرت ہے تحیر آشنا
کس لئے تو بھی قضا تبدیل ہوکر رہ گئی

تو نے اس حسن ازل سودا عطا کیوں کردیا
آرزو بے معنی سی تفصیل ہوکر رہ گئی

کردیا ان کی نظر نے راز الفت کا عیاں
یعنی شرح زیست کی تفصیل ہوکر رہ گئی

جلوہ حسن دو عالم کی عنایت ہے ریاض
کس لئے اپنی روش تبدیل ہوکر رہ گئی

کیا خبر تھی کہ آئی یہ ٹل جائے گی
اپنی رفتار سے قسمت بدل جائے گی

چھوڑیئے گا تغافل ستم کیجئے
ایک بے کس کی حسرت نکل جائے گی

جس نے اس کو وارفتگی بخش دی
من کہتا ہے الفت بہل جائے گی

اپنی رنگین ادا سے نوازو اسے
زیست سانچے میں الفت کے ڈھل جائے گی

آتے آتے سکوں دل کو آجائے گا
جو ہے بے تابئ دل سنبھل جائے گی

تہلکہ باغ رضواں میں مچ جائے گا
آہ دل سے جو اپنے نکل جائے گی

بہار کا تجھے کیوں انتظار ہے ساقی
تری نظر ہی تو روحِ بہار ہے ساقی

نہ اک گھڑی کو رکے دور جام و مینا کا
شباب و زیست کا کیا اعتبار ہے ساقی

کسی کی ایک طرح پر گذر نہیں ہوتی
عجیب گردش لیل و نہار ہے ساقی

حرام بنت عنب اور حلال ہے انگور
عجیب قدرت پروردگار ہے ساقی

گھٹا کے چھلتے ہی وہ آپ ٹوٹ جائے گی
ہماری توبہ کا کیا اعتبار ہے ساقی

چلے ہیں راہ نما بن کے میکدے کو ریاض
کہ میگساروں کی پیچھے قطار ہے ساقی

نظر آتا ہے جو بدلا ہوا رنگ چمن ساقی
کوئی مجبور شاید ہے شریک انجمن ساقی

نہ یوں مجھ پر لگا پابندیٔ فکر و سخن ساقی
ذرا انصاف کر جائیں کہاں دار و رسن ساقی

یہاں دار رو رسن اہل وفا کو اب بھی ملتے ہیں
نئی تہذیب بھی ہے کشتۂ رسم کہن ساقی

خلوص وصدق کے جلوے رہیں یوں ہی نہاں کب تک
تتبع کا. کبھی تو چاک کر دے پیرہن ساقی

پریشاں کیوں ہیں یہ تار نظر لرزاں ہیں کیوں آنسو
شہیدوں کو کہاں ہے حاجت غسل و کفن ساقی

نہ جانے لوگ کیسے وارث جام و سبوہوں گے
ہوئی جاتی ہے خالی اہل دل سے انجمن ساقی

ریاض آرزو میں اب خزاں کا دور دورہ ہے
تغافل نے ترے ویراں کیا اپنا چمن ساقی

ہے گرد و پش سے اپنے عجیب بے خبری
خدا معاف کرے اہل دل کی بے بصری

حریم زہد کی اے آرز ڈھونڈنے والو
کہیں زمانہ نہ کردے تمہاری پردہ دری

نگہہ ہے کند تو آنکھوں کو دل کی وا کردے
گنہہ ہے مذہب الفت میں عذر کم نظری

پڑا ہے تلخ حقائق سے سامنا اب
سنا رہا ہے زمانہ وہ بات ہے جو کھری

نہیں جو واقف راز حیات اہل چمن
کہاں ہے تو بھی اس الزام سے اے دوست بری

جہاں بھی زیست کی رہ میں کٹھن مقام ملے
خرد نے سونپ دی جوش جنوں کو راہبری

دورنگی اہل حرم کی ریاضؔ کیا کہیئے
جو لب پہ نام خدا ہے تو دل میں ورد ہری

شگوفۂ دل پژمردہ کو کنول کردے
شہید ناز کو تو جلوۂ ازل کردے

غم آشنا مری فطرت کا یہ تقاضہ ہے
گل حیات مجھے دے مگر مسل کردے

نہ سرنگوں مجھے کر بزم غیر میں یارب
کلام خام کو بھی میرے برمحل کردے

میں تلخیوں کے سہارے ہی زندہ ہوں اے دوست
بہ شوق غم دے یہ نوعیتیں بدل کردے

فقط وصال کے لمحوں پہ ہے عنایت کیوں
شب فراق کو بھی مختصر سا پل کردے

ریاضؔ بنت عنب ہی کو کب تلک چاہے
اسے فدائے مئے جلوۂ ازل کردے